خنثٰی (خواجہ سراؤں) کا تعارف اوراس کے شرعی احکام اوران کے حقوق کے لئے تجاویز

*دوست محمد خان

**حافظ صالح الدین حقانی

***ضیاءالرحمٰن

Abstract

The Article is an effort to have a bird's eye-view of the socio-economic conditions of "Khwaja Sara" (3rd gender) people throughout the Islamic History. Right from inception of Prophethood of Hazrat Muhammad (SAWW) and Islam, their due rights have been acknowledged and their rights were established through the eras of Khulafa-e-Rashideen and later in the Mughal era.

Their social boycott from normal affairs and their expulsion from the socio-political sphere, their derogatory status of being considered as a stigma or (at best) an eunuch and their very existence being considered as a taboo is a big question in itself_Why should they be considered lesser human beings? Why should they not be involved or allowed to involve the positive active sphere of active life where they may earn respect and a meritorious position.

تمہید:

اللہ تعالٰی نے اس عظیم کائنات میں انسان کو کرۂ ارض پر اپنے اشرف المخلوق کی حیثیت سے اپنے نائب کے طور پر بھیجا۔اس کائنات میں اللہ تعالٰی کی تخلیقات پرغور کرتے ہوئے انسان حیران وپریشان رہ جاتا ہے۔ذراغور

*ڈائریکٹر شیخ زاید اسلامک سنٹر، پشاور یونیورسٹی، پشاور

**چیئرمین، شعبہ علوم اسلامیہ وعربی، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

***پی ایچ ڈی سکالر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پشاور یونیورسٹی، پشاور

فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پہلے خلیفہ کو انسان اور نبی کی حیثیت سے بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا اور ران کے جوڑے کو بھی عجیب کمال کے ساتھ آپ کی پسلی سے پیدا کیا گیا، جس طرح ارشاد نبوی ہے:

فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلع.(1)

اللہ تعالیٰ نے دیگر انسانوں کی تخلیق کے لئے ماں باپ کا سلسلہ چلایا اور پھر ایک طویل سلسلے کے بعد اپنے ایک نبیؑ خاص کو بغیر باپ کے پیدا کر کے انسان کو اپنے معجزۂ تخلیق پر ہمیشہ کے لئے غور پر مجبور کر دیا۔

انسانوں کو مختلف طریقوں پر تخلیق کر کے دراصل ایک لطیف نکتے کی طرف اشارہ فرمایا گیا کہ تخلیق انسان میں اللہ تعالیٰ نہ باپ کا محتاج ہے نہ ماں کا اور نہ والدین کا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے جیسے اور جسے چاہے تخلیق فرمائے۔ جس طرح انسان کے علاوہ بہت ساری دیگر مخلوقات ہیں، جن میں بعض کے بارے میں انسان تھوڑا بہت علم رکھتا ہے اور بعض کے بارے میں ابھی تک کوئی شد بد نہیں رکھتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اللہ تعالیٰ نے پانی سے تمام جانداروں کو پیدا فرمایا۔ ان میں سے بعض اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور ان میں بعض دو ٹانگوں اور بعض چار ٹانگوں پر چلتے ہیں۔ اللہ جو چاہے پیدا فرماتا ہے۔ (2)

اسی طرح تخلیق کے اسی تسلسل میں انسانوں کے گروہ میں سے ایک عجیب تخلیق خنثی کی ہے جو نہ مرد ہوتا ہے اور نہ عورت، بلکہ ان دونوں کے درمیان ملتا جلتا انسان ہوتا ہے۔ انسان کی حیثیت سے ان کو احترام آدمیت اور حقوق بشری کے لحاظ سے مختلف زمانوں میں انہیں مختلف رویوں کا سامنا ہوتا رہا ہے لیکن بحیثیت مجموعی اس بات کے اعتراف میں کوئی باک نہیں کہ ان کے ساتھ ہمیشہ ایک امتیازی سلوک ہوتا آیا ہے۔

نبی ﷺ کے زمانۂ مبارک میں بھی ان کے وجود کا پتہ چلتا ہے۔ آپؐ کے عہد مبارک میں خنثی کا مردوں اور خواتین دونوں کے ہاں آنا جانا رہتا تھا، لیکن ایک خاص واقعہ کے بعد ان کا خواتین کے پاس آنا جانا منع کر دیا گیا۔

''عن امهاام سلمة دخل عليّ النبى صلى الله عليه وسلم وعندى مخنّث فسمعته يقول لعبد اللّه بن ابى امية يا عبدالله ارأيت ان فتح الله عليكم الطا ئف غداً فعليک بابنة غيلان فانها تقبل باربعٍ وتدبر بثمانٍ وقال النبىﷺ لا يدخلنّ هؤلاء عليكمقال ابن عيينة وقال ابن جريج المخنّث هيتٌ''.(3)

''حضرت ام سلمہؓ (سے روایت ہے) فرماتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔

میرے پاس اس وقت ایک مخنث (ہیجڑا) بیٹھا تھا۔ وہ عبداللہ بن امیہ سے کہہ رہا تھا۔ اے عبداللہ! اگر کل اللہ تعالیٰ نے تم کو طائف فتح کرادیا تو تم غیلان کی بیٹی کو لے لینا، (کیا موٹی گبدی عورت ہے) سامنے آتی ہے تو پیٹ پر چار بل اور پیٹھ موڑ کر جاتی ہے تو آٹھ بل دکھائی دیتے ہیں یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہیجڑے تمہارے پاس نہ آئیں۔ ابن عیینہ اور ابن جریج نے کہا اس ہیجڑے کا نام ہیت تھا"

اس کے بعد قرون وسطیٰ میں اسلامی فقہ کی تدوین کے عہد میں ان کے بارے میں فقہائے کرام نے بہت تفصیل کے ساتھ اجتہاد و قیاس کے ذریعے قانون سازی کی اور ان کے مقام اور فرائض و حقوق کا شرح و بسط کے ساتھ تعین کیا۔ بعض اسلامی معاشروں میں مصنوعی خنثی بھی بنائے گئے تھے۔ لیکن یہ شریعت کی اعتبار سے ناجائز اور شیطانی وساوس کا حامل امر ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرَنَّ خَلْقَ اللّٰهِ" (4) (شیطان کہتا ہے) میں ان کو سکھلاؤں گا کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورتیں بدلیں، لہٰذا جو لوگ اپنی صنف و صورت خود تبدیل کرلیں وہ شیطان کا دوست ہے اور انتہائی خسارے اور نقصان میں ہے"۔ اور عموماً مصنوعی خواجہ سرا معاشرے میں فحاشی و بے حیائی پھیلانے اور تمام خواجہ سراؤں کی بدنامی کا سبب بنتے ہیں۔

مغل بادشاہوں کے حرم سراؤں میں بیگمات اور کنیزوں کے لئے جو زنان خانے بنائے گئے تھے ان کے دربار کے ساتھ ربط و پیغام رسانی کے لئے بعض خاص درباریوں کو خصی کرکے خنثی میں تبدیل کرلیا جاتا تھا اور ان کو خواجہ سرا (Eunuch) کا نام دیا گیا تھا۔ آج کے اسلامی معاشروں میں ان کو ہیجڑا کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

آج جبکہ دنیا سمٹ کر ایک شہر کی صورت اختیار کر رہی ہے اور انسانی حقوق کے حوالے سے بہت زیادہ شور و غوغا بلند کیا جارہا ہے اور اسلامی معاشروں پر بہت سے پہلوؤں سے دباؤ بڑھایا جارہا ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں آج کے تقاضوں کو مدِ نظر رکھ کر ان کے مختلف حقوق و فرائض کا از سرِ نو جائزہ لیا جائے، لیکن پہلے ان کے لغوی و اصطلاحی معانی اور تعارف پر بحث کی ضرورت ہے، لہٰذا درج ذیل سطور میں ایک تحقیقی بحث پیش خدمت ہے۔

خنثیٰ کے لغوی معانی:

علامہ ابن منظور نے خنثیٰ کا لغوی معنی یوں لکھا ہے:

"الخنثٰى الذي لا يخلص لذكر ولا أنثى، فقال: رجل خنثٰى له ما للذكر والانثى" (5)

ترجمہ: ''خنثٰی نہ خالص مرد ہوتا ہے اور نہ عورت، کلام عرب میں ''رجلٌ خنثٰی'' اس کو کہا جاتا ہے جس کے مرد اور عورت دونوں (قسم کے اعضاء) ہوں۔

علامہ بلیاویؒ نے اس کا لغوی معنٰی یہ بیان کیا ہے:

الخنثٰی. هیجڑا. ج خناثی و خناث.(6)

صاحب المنجد نے اس کا لغوی معنی یوں لکھا ہے:

''**الخنثی من له عضو الرجال والنساء معاً، المخنث: المسترخٰی المتثنّی**''.(7)

ترجمہ: ''خنثٰی وہ ہوتا ہے جس کے مردوں اور عورتوں کے اعضاء دونوں ہوتے ہیں۔ المخنث: ڈھیلے اور لچکدار اعضاء والے کو کہا جاتا ہے۔

علامہ ابن نجیمؒ صاحب البحر الرائق نے لکھا ہے:

''**الـخـنـثـی عـلـی وزن فـعـلٰیٰ بالضم من التخنث وهو اللین والتکسّر ومنه المخنّث وتخنث في کلامهٖ وسمّی خنثٰی لانه یتکسّر وینقص حاله عن حال الرجال وجمعه خناثی**''.(8)

ترجمہ: ''الخنثٰی (خاء کے ضمہ کے ساتھ) فُعلٰیٰ کے وزن پر ہے اور التخنّث (باب تفعّل) سے نکلا ہے نرمی اور ڈھیلا ہونے کے معنٰی میں آتا ہے اور اسی سے التخنّث آیا ہے اور کہا جاتا ہے تَخَنَّثَ فِیْ کَلامِهٖ (اس نے اپنے کلام میں لچکداری ظاہر کی)، اور خنثٰی کو خنثٰی اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ ڈھیلا ہوتا ہے اور اس کی حالت عام مردوں سے ناقص ہوتی ہے اور اس کی جمع خناثی ہے۔

مذکورہ بالا تمام لغوی معانی کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ خنثٰی (ہیجڑا) وہ ہوتا ہے جس کے مردانہ اور زنانہ دونوں قسم کے اعضاء مخصوصہ ہوتے ہیں اور وہ عام مردوں کی بنسبت ڈھیلا اور لچکدار ہوتا ہے۔

خنثٰی کے اصطلاحی وشرعی تعریفات:

وفـی الاصـطلاح: من له اٰلتا الرجال والنسآء، أو من لیس له شيء منهما أصلاً، وله ثقب یخرج منه البول.(9)

اصطلاح میں خنثٰی اس کو کہتے ہیں جس کے لئے مردوں اور عورتوں کی (دونوں قسم) کے آلے ہوتے ہیں۔ یا خنثٰی اس کو کہتے ہیں جس کے لئے دونوں آلات میں سے کوئی بھی آلہ نہ ہو، اور اس کے لئے ایک سوراخ ہوتا ہے جس سے پیشاب نکلتا ہے۔

صاحب البحر الرائق لکھتے ہیں:

"هو من له فرج وذكر" یعنی الخنثٰی من له فرج المرءة وذكر الرجل وظاهر عبارة المؤلف انه لابدّ من الآلتين قال البقالي أو لا يكون فرج ولا ذكر ويخرج بوله من ثقب في المخرج أو غيره.(10)

ترجمہ: ﴿خنثٰی وہ ہے جس کے ذکر اور فرج دونوں ہوں﴾ اس عبارت کی تشریح میں صاحب بحرالرائق علامہ ابن نجیمؒ فرماتے ہیں کہ خنثٰی سے مراد وہ شخص ہے جس کا عورت کی فرج (شرمگاہ) اور مرد کی ذکر (آلۂ تناسل) ہو ،اور مؤلف (صاحب کنزالدقائق) کی عبارت کا ظاہری مطلب یہ ہے کہ خنثٰی کے لئے دونوں آلے ضروری ہیں۔

امام بقالیؒ نے فرمایا کہ خنثی وہ ہوتا ہے جس کا نہ ذکر ہو اور نہ فرج، اور اس کا پیشاب مخرج یا غیر مخرج میں سوراخ سے نکل جاتا ہو۔

علامہ علاء الدین الحصکفیؒ اس کی تعریف یوں کرتے ہیں:

الخنثى هو ذو فرج وذكر أو من عرىٰ عن الاثنين جميعاً وإن لم تظهر له علامة أصلاً او تعارضت العلامات فمشكل لعدم المرجّح.(11)

ترجمہ: "خنثی وہ ہے جو صاحبِ فرج اور ذکر ہو یا وہ جو مرد اور عورت دونوں کی علامتوں سے خالی ہو۔اور اگر اس میں (مرد وعورت) کی علامات میں سے کوئی علامت ظاہر نہ ہو یا علامات میں تعارض واقع ہو تو وہ خنثٰی مشکل ہے یعنی اس میں سے ایک طرف کو ترجیح نہیں دی جاسکتی"۔

مذکورہ بالا تعریفات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص جس کے لئے ذکر وفرج دونوں ہوتے ہیں اور پھر اس میں یا تو مردوں کی علامات (مثلاً ذکر سے پیشاب کا نکلنا، یا احتلام واقع ہونا یا جماع پر قادر ہونا) میں سے کوئی علامت پائی جائے تو یہ مرد ہوتا ہے اور اگر اس میں عورتوں کی علامات میں سے کوئی علامت (مثلاً فرج سے پیشاب کا پہلے نکلنا، پستان ظاہر ہونا وغیرہ) پائی جائے تو یہ عورت ہوتی ہے۔اور اس خنثی کو خنثی غیر مشکل کہتے ہیں۔

خنثی کی تعریف کے دوسرے حصے سے خنثٰی کے دوسرے قسم خنثی مشکل کی طرف اشارہ ہے اور یہ وہ ہوتا ہے جس میں مردوں کی علامات میں سے کوئی علامت بالکل نہ ہو یا علامات میں تعارض واقع ہو (مثلاً اس کی داڑھی نکلی ہے اور پستان بھی ظاہر ہوئے ہیں یا حیض بھی آتا ہے اور احتلام بھی) تو یہ خنثی مشکل ہے اور اسی خنثی مشکل کے احکام مردوں وعورتوں کے احکام سے جدا ہیں۔

بلوغ سے پہلے علامات کے ذریعے خنثیٰ کی پہچان:

خنثی کے اقسام خنثی مشکل اور خنثی غیر مشکل ہیں، ان تمام اقسام کا پہچاننا ان علامات پر موقوف ہے جن کے ذریعے ان کو پہچانا جاتا ہے، لہٰذا خنثی کے اقسام کی تفصیل سے پہلے ان علامات کو ذکر کرتے ہیں جو فقہائے کرام نے بیان کئے ہیں:

علامہ فرغانی برہان الدین صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

"فإن كان يبول من الذكر فهو غلام وان كان يبول من الفرج فهو أنثٰى لأن النبي عليه السلام سئل عنه كيف يورث فقال من حيث يبول(12) وعن علي رضى الله عنه مثله، ولان البول من أىّ عضوٍ كان فهو دلالة على أنه هو العضو الأصلي والآخر بمنزلة العيب".

وان بال منهما فالحكم للاسبق كان ذلک دلالة أخرى على انه هو العضو الأصلي وان كان في السبق على السواء فلا معتبر بالكثرة عند أبي حنيفة وقالا ينسب إلى أكثرهمابولاً، وان كان يخرج منهما على السواء فهو مشكل بالاتفاق لأنه لا مرجّح.(13)

ترجمہ: پس اگر خنثی ذکر سے پیشاب کرے تو وہ لڑکا ہے اور اگر فرج سے پیشاب کرے تو وہ عورت ہے اس لئے کہ نبی کریم ﷺ سے اس کے بارے میں سوال کیا گیا کہ خنثی کو کیسے میراث دی جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاں سے پیشاب کرے اور حضرت علیؓ سے اسی کے مثل منقول ہے۔

اور اس لئے کہ پیشاب جس عضو سے ہو وہ اس بات پر دلیل ہے کہ وہی عضو اصلی ہے جو صحیح ہے اور دوسرا عیب کے درجہ میں ہے۔ اور اگر وہ مولود ان دونوں آلوں سے پیشاب کرے تو حکم پہلے والے کے لئے ہے اس لئے کہ یہ دوسری دلیل ہے اس بات پر کہ یہی عضو اصلی ہے اور اگر وہ دونوں عضو پیش قدمی میں برابر ہوں تو ابوحنیفہؒ کے نزدیک پیشاب کی کثرت کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے اور صاحبین (رحمہما اللہ) نے فرمایا کہ مولود (بچہ) ان دونوں عضو میں سے زیادہ پیشاب کرنے والے کی جانب منسوب کیا جائے گا اور اگر پیشاب ان دونوں سے برابر نکلتا ہو تو وہ بالاتفاق خنثی مشکل ہے اس لئے کہ کوئی مرجح موجود نہیں ہے۔(14)

بلوغ کے بعد علامات کے ذریعے خنثی کی پہچان:

وإذا بلغ الخنثى وخرجت لحيته أو وصل إلى النسآء فهو رجل وكذا إذا حتلم كما يحتلم الرجل أو كان له ثدى مستو لأن هٰذه من علاماتِ الذكران ولو ظهر له ثدى كثدى

المرأة أو نزل له لبن فی ثدیه أو حاضٍ أوحبل أو أمکن الوصول إلیه من الفرج فهو امرأة لأن هذه من علامات النسآء وإن لم یظهر إحدی هذه العلامات فهو خنثیٰ مشکل وکذا إذا تعارضت هذه المعالم.(15)

''اور جب خنثیٰ بالغ ہوجائے اور اس کی داڑھی نکل آئے یا وہ جماع کرنے کی قدرت رکھتا ہوتو وہ مرد ہے اور ایسے ہی جبکہ اس کو مرد کی طرح احتلام ہوجائے یا اس کی چھاتی ہموار ہو اس لئے کہ یہ مردوں کی علامات میں سے ہیں اور اگر عورت کی طرح اس کے پستان ظاہر ہوگئے یا اس کی پستانوں میں دودھ اتر آیا یا اس کو حیض آگیا یا اس کو حمل ٹھہر گیا یا اس کی شرمگاہ تک وصول ممکن ہوگیا تو یہ عورت ہے اس لئے کہ یہ عورتوں کی علامات میں سے ہیں اور اگر ان علامات میں سے کوئی علامت ظاہر نہ ہوتو وہ خنثیٰ مشکل ہے اور ایسے ہی جبکہ یہ علامات متعارض ہوجائیں۔(16)

خنثیٰ کے بارے میں یہی رائے علامہ حصکفیؒ کی درالمختار میں درج ہے۔(17)

خنثیٰ غیر مشکل کے اقسام:

ا۔ پہلی قسم: وہ ہے جس میں مرد کی علامات واضح ہوں اس کو عربی میں مخنث کہا جاتا ہے۔

مخنث کی تعریف اور اس کی قسمیں:

المخنث هو الذی یشبه المرأة فی اللین والکلام والنظر والحرکة فالمخنث لا خفاء فی ذکوریته ونحو ذلک وهو ضربان.

أحدهما: من خلق کذلک فهٰذا لا اثم علیه.

والثانی: من لم یکن کذلک خلقة بل یتشبه بالنساء فی حرکاتهن وکلامهن فهذا هو الذی جاء ت الاحادیث الصحیحة بلعنه.(18)

ترجمہ: مخنث وہ ہوتا ہے جو کلام کی نرمی، دیکھنے اور حرکات وسکنات میں عورت کے مشابہ ہوتا ہے اور مخنث کے مرد ہونے میں کوئی خفاء نہیں ہوتا۔

مخنث کی قسمیں:

مخنث کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ وہ مخنث جو عورتوں کے مشابہ پیدا کئے گئے ہوں۔ اور انہوں نے خود تکلفاً اپنے آپ کو عورتوں کے مشابہ نہ بنایا ہو۔ مخنث کے اس قسم پر کسی قسم کا گناہ نہیں ہے۔

۲۔ یہ وہ مخنث ہے جو عورتوں کے مشابہ نہیں پیدا کئے گئے ہوں بلکہ انہوں نے خود تکلفاً اپنے آپ کو عورتوں کے مشابہ بنایا ہو اور وہ عورتوں کی طرح حرکات اور باتیں کرتے ہیں پس یہ وہی قسم ہے جس پر احادیث مبارکہ میں لعنت آئی ہے، چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ **عن ابن عباس قال لعن النبی ﷺ المخنثین من الرجال والمترجلات من النساء**.(19)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ان مردوں پر لعنت بھیجی جو اپنے آپ سے تکلفاً خنثیٰ بنائے، اسی طرح ان عورتوں پر جو اپنے آپ سے تکلفاً مرد بنائیں۔ یہ وہ مخنث ہوتے ہیں جو ناچتے ہیں اور معاشرے میں بے حیائی پھیلانے کا سبب بنتے ہیں اور معاشرے میں اس قسم کے مخنث کی وجہ سے تمام خنثیٰ کو ذلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

خنثیٰ غیر مشکل کی دوسری قسم:

یہ وہ ہوتا ہے جس میں عورتوں کی علامات واضح ہوتی ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ تکلفاً اپنے آپ سے خنثیٰ بنانا ہرگز جائز نہیں، اور جو لوگ خلقۃً خنثیٰ ہو تو چونکہ خلقت اللہ پاک کی قدرت اور اختیار میں ہے وہ جیسے چاہے تخلیق کرتا ہے اس لیے اس کی مخلوق کو کم نگاہوں سے دیکھنے کی ہرگز اجازت نہیں، ارشاد ربانی ہے،

"**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَى أَن يَكُونُوا خَيْراً مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاء مِّن نِّسَاء عَسَى أَن يَكُنَّ خَيْراً مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَاب**".(20)

اے ایمان والو! ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے عجب نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ٹھٹھا کریں کچھ بعید نہیں کہ وہ انسے بہتر ہوں اور ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کے نام دھرو۔

اس لئے اسلام خنثیٰ کو کم نگاہوں سے دیکھنے کو ممنوع قرار دیتا ہے بلکہ جس طرح معاشرے کے دیگر کمزور افراد مثلاً معذوروں، بہروں وغیرہ کے ساتھ ہمدردانہ رویہ اختیار کیا جاتا ہے اور حکومتیں بھی ان کا خیال رکھتی ہیں اسی طرح رویہ خنثیٰ کیساتھ بھی اختیار کیا جاے۔

خنثیٰ غیر مشکل کے شرعی احکام:

وحكم الخنثىٰ غير المشكل فى إرثه وسائر أحكامه حكم ما ظهرت علاماته فيه.(21)

اگر خنثیٰ غیر مشکل میں مردوں کی علامات واضح ہوں تو اس کا حکم مردوں کا ہے۔ مثلاً:

میراث میں اس کو عورت کے مقابلے میں مرد جیسا دگنا حصہ ملے گا، اس طرح اس کا نکاح صحیح ہوگا، شہادۃ، قضاء، اذان، اقامت، صف میں کھڑا ہونے، حج و احرام، قذف، تکفین، تدفین وغیرہ میں مرد کی طرح اس کا حکم ہے اور اگر اس میں عورتوں کی علامات واضح ہوں تو اس کا حکم وہی ہے جو عورتوں کا ہے۔ مثلاً:

میراث میں اس کو مرد کے مقابلے میں نصف حصہ ملے گا، اس کا نکاح مرد کے ساتھ صحیح ہوگا، باقی تمام احکامات (شہادۃ، قضاء، اذان، امامت، قذف، تکفین، تدفین وغیرہ) میں عورت کی طرح ہے۔

خنثیٰ مشکل کے شرعی احکام:

خنثیٰ مشکل کے احکام چونکہ خنثیٰ غیر مشکل، مرد اور عورت کے احکام سے جدا اور مختلف ہیں اس لئے اس کے احکام کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے:

خنثیٰ مشکل کے نماز باجماعت پڑھنے کے متعلق احکامات:

علامہ فرغانی برہان الدینؒ صاحبِ ہدایہ لکھتے ہیں:

"وإذا وقف خلف الإمام قام بين صفِ الرجال والنساء لاحتمال أنه امرءة فلا يتخلل الرجال كيلا تفسد صلاتهم ولا النساء لاحتمال أنه رجل فيفسد صلاته"

فإن قام فى صف النساء فأحب إلى أن يعيد صلاته لاحتمال أنه رجل وإن قام فى صف الرجال فصلاته تامة ويعيد الذي عن يمينه وعن يساره والذي خلفه بحذائه صلاتهم احتياطاً لاحتمال أنه امرءة.(22)

ترجمہ: "اور جب خنثیٰ (مشکل) امام کے پیچھے کھڑا ہو تو مردوں اور عورتوں کی صف کے درمیان کھڑا ہو اس بات کے احتمال کی وجہ سے کہ یہ عورت ہو تو مردوں کے صف میں کھڑا نہ ہوگا کہ مردوں کی نماز فاسد نہ ہو جائے اور نہ عورتوں کے درمیان کھڑا ہوگا اس بات کے احتمال کی وجہ سے کہ وہ مرد ہو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

پس اگر کہیں خنثیٰ عورتوں کی صف میں کھڑا ہو گیا تو میرے نزدیک پسندیدہ یہ ہے کہ خنثیٰ مرد ہونے کے

احتمال کی وجہ سے اپنی نماز کا اعادہ کرے اور اگر وہ مردوں کی صف میں کھڑا ہو گیا تو اس کی نماز تام ہے اور وہ لوگ اپنی نمازوں کا اعادہ کریں گے جو اس کے دائیں بائیں اور پیچھے کھڑے ہیں۔ یہ اس بناء پر بطور احتیاط ہے کہ اس کے عورت ہونے کا احتمال ہو۔(23)

چونکہ آج کل مساجد میں عام طور پر مسلمان خواتین نماز کے لئے نہیں آتیں لہذا خنثیٰ کا مردوں اور عورتوں کے درمیانی صف میں کھڑے ہونے کا مسئلہ ویسے ہی حل ہے؛ اسلئے کہ خنثیٰ سب سے اخیر صف میں کھڑے ہونگے۔

بالغ خنثیٰ مشکل نماز اوڑھنی کے ساتھ پڑھے اور اس کے لئے نماز میں بیٹھنے کا طریقہ:

"قال و أحب إلينا أن يصلي بقناع لأنه يحتمل أنه امرءة ويجلس في صلاته جلوس المرئة لأنه إن كان رجلاً فقد ترك سنّة وهو جائز في الجملة وان كان امرءة فقد ارتكب مكروها لأن الستر على النساء واجب ما أمكن وإن صلى بغير قناع أمرته أن يعيد لاحتمال أنه امراءة وهو على الاستحباب وإن لم يعد أجزاه.(24)"

ترجمہ: "امام محمدؒ نے مبسوط میں فرمایا ہے کہ میرے نزدیک پسندیدہ یہ ہے کہ خنثیٰ اوڑھنی کے ساتھ نماز پڑھے اس لئے کہ احتمال ہے کہ وہ عورت ہو اور خنثیٰ اپنی نماز میں عورتوں کی طرح بیٹھے اس لئے کہ اگر وہ مرد ہو تو اس نے ایک سنت کو چھوڑا ہے اور یہ ترکِ سنت فی الجملۃ جائز ہے اور اگر وہ عورت ہو تو اس نے ایک مکروہ کا ارتکاب کیا ہے اس لئے کہ عورتوں پر جہاں تک ممکن ہو ستر واجب ہے اور اگر اس نے بغیر اوڑھنی کے نماز پڑھی تو میں اس کو حکم دوں گا کہ اعادہ کرے اس بات کے احتمال کی وجہ سے کہ وہ عورت ہو اور یہ (اعادہ کا حکم) استحباباً ہے اور اگر اس نے اعادہ نہ کیا تو اس کی نماز اس کو کفایت کرے گی۔(25)

خنثیٰ مشکل کے لئے ریشم اور زیورات پہننے کا حکم:

علامہ ابن نجیمؒ صاحب الأشباہ والنظائر لکھتے ہیں:

ولا يلبس حريراً ولا حلياً في حياته لاحتمال أنه رجل لأن النبي ﷺ إنما أباح لبس الحرير والحلي بشرط أنوثة اللابس لقوله عليه السلام هذان حرامان على ذكور أمتي حلّ لأناثهم وهذا الشرط غير معلوم في الخنثى وما تردد بين الحظر والإباحة يترجح فيه معنى الحظر.(26)

ترجمہ: "اور خنثیٰ ریشم اور زیورات کو اپنی زندگی میں نہیں پہنے گا اس احتمال کی وجہ سے کہ وہ مرد ہے اس لئے کہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم اور زیورات کے پہننے کو مباح کیا ہے اس شرط پر کہ عورت ان کو پہنے گی چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور عورتوں کے لئے ان کا پہننا جائز ہے اور یہ شرط خنثیٰ میں معلوم نہیں ہے، اور جب حرام اور مباح کے درمیان شک ہوتو اس میں حرام کے معنی کو ترجیح دی جائے گی۔

علامہ سرخسیؒ اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

وأكرهُ في حياته لبسُ الحلي والحرير لأن النبي ﷺ أخذ الذهب بيمينه والحرير بشماله وقال هذان حرامان على ذكور أمتي حل لأناثها فإنما أباح اللبس بشرط أنوثة اللابس وهذا الشرط غير معلوم في الخنثى ثم ما يتردد بين الحظر والاباحة يترجح معنى الحظر فيه لقوله عليه السلام الحلال بيّن والحرام بيّن وبينهما أمور مشتبهات فدع ما يريبك إلى ما لا يريبك وترك لبس الحرير لا يريبه ولبسه يريبه يوضحه أن الاجتناب عن الحرام فرض ولإقدام على المباح ليس بفرض فكان الاحتياط في لبس الحرير لكيلا يكون مواقعاً للحرام إن كان رجلاً. (27)

اور خنثیٰ مشکل کو اپنی زندگی میں زیورات اور ریشم کا پہننا مکروہ ہے اس لئے کہ حضور ﷺ نے سونے کو اپنے دائیں ہاتھ اور ریشم کو اپنے بائیں ہاتھ میں لیا اور فرمایا کہ یہ میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور میری امت کی عورتوں کے لئے جائز ہے۔ پس حضور ﷺ نے (زیورات اور ریشم) کے پہننے کو مباح کیا ہے اس شرط پر کہ پہننے والی عورت ہوگی اور یہ شرط خنثیٰ میں معلوم نہیں ہے۔

پھر جب حرام اور مباح کے درمیان شک واقع ہوجائے تو حرام کے معنی کو ترجیح دی جائیگی اس لئے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ حلال واضح ہے اور حرام واضح ہے اوران دونوں کے درمیان مشتبہات امور ہیں۔ پس آپ اس چیز کو چھوڑیں جو آپ کو شک میں ڈالے اور (اس چیز کو اختیار کرو) جو آپ کو شک میں نہیں ڈالتا۔ اور ریشم کے پہننے کو چھوڑنا (نہ پہننا) شک میں نہیں ڈالتا ہے اور اس کا پہننا شک میں ڈالتا ہے۔ اس سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ حرام سے بچنا فرض ہے اور مباح پر عمل کرنا فرض نہیں ہے۔ پس احتیاط ریشم کے نہ پہننے میں ہے تاکہ وہ حرام میں نہ پڑ جائے اگر وہ مرد ہو۔

فتاویٰ عالمگیریہ میں وارد ہوا ہے کہ خُنثیٰ مشکل کے لئے زیور پہننا مکروہ تحریمی ہے۔ (28)

خنثیٰ مشکل کے لئے مرد وعورت کے سامنے بدن نہ کھولنے اور خلوت میں نہ رہنے کا حکم:

صرح جمهور الفقهاء بأن الخنثى لا يخلو به غير محرم من رجل ولا امراءة ولا يسافر بغير محرم من الرجال احتياطاً، وتوقياً عن احتمال الحرام.(29)

جمہور فقہاء نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ خنثی غیر محرم مرد اور عورت کے ساتھ خلوت نہیں کرے گا، اور حرام کے احتمال سے بچنے اور احتیاط کی وجہ سے بغیر محرم مردوں کے ساتھ سفر بھی نہیں کرے گا۔

خنثی مشکل کے حج اور احرام کی حالت میں احکامات:

ذهب جمهور الفقهاء إلى أن الخنثى كالانثى فى شروط وجوب الحج، وفى لبس المخيط، والقرب من البيت، والرمل فى الطواف،والاضطباع،والرمل بين الميلين فى السعي والوقوف، والتقديم من مزدلفه،ولا يحج إلا مع ذى محرم لا مع جماعة رجال فقط، ولا مع نساءٍ فقط، إلا أن يكونوا مع محارمهم.(30)

جمہور فقہاء اس بات کی طرف گئے ہیں کہ خنثی چند احکام میں عورت کی طرح ہے جیسے حج کے واجب ہونے کی شرائط، سیئے ہوئے کپڑوں کے پہننے، بیت اللہ کے قریب ہونے، طواف کے دوران رمل کرنے، اضطباع (داہنی بغل سے چادر کو نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنے)، سعی کے وقت دو ستونوں کے درمیان رمل (دوڑنے)، وقوف عرفہ اور، مزدلفہ سے آنے میں اور اسی طرح خنثی بغیر محرم کے اکیلے حج نہیں کرے گا اور نہ ہی مردوں یا عورتوں کے کسی ایسی جماعت کے ساتھ جن کے ساتھ محرم نہ ہو۔

علامہ سرخسی لکھتے ہیں:

وقال محمدؒ يلبس لباس المراءة لأنه أقرب إلى الستر ومبنى حاله على الستر كما فيي غير حالة الإحرام ولأن لبس المخيط للرجل فى إحرامه جائز عند العذر واشتباه أمره من أبلغ الأعذار.(31)

اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ خنثی (مشکل) عورت کا لباس پہنے گا۔ اس لئے کہ یہی (عورت کا لباس) پردے کے زیادہ قریب ہے اور اس کی حالت پردے (ستر) پر مبنی ہے جس طرح غیر حالت احرام میں ہوتا ہے۔ اور دوسری دلیل یہ ہے کہ مرد کے لئے سیا ہوا لباس عذر کی وجہ سے جائز ہے۔ اور خنثی کے امر کا مشتبہ ہونا بڑے اعذار میں سے ہے۔

علامہ ہمام شیخ نظام لکھتے ہیں:

اگر ایسے خنثی نے احرام باندھا جو قریب البلوغ ہے تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ مجھے اس کا علم نہیں ہے۔

(یعنی تحقیقی علم نہیں ہے) کہ اس کا لباس کون سا ہوگا، اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ عورتوں کا لباس پہنے (کیونکہ اس میں کافی احتیاط ہے)۔(32)

خنثیٰ مشکل کی شہادت اور اس کے فیصلے کے متعلق احکامات:

ذهب جمهور الفقهاء إلى أن الخنثى كالأنثى في الشهادة، فتقبل شهادته مع رجل وامراء ة في غير حدٍ وقود، ويعدّ في شهادته امراء ة.

ويرى الحنفية أن الخنثى كالأنثى يصح قضاء ه في غير حدوقود بالأولى، وينبغي أن لا يصح في الحدود والقصاص لشبهة الأنوثة.(33)

جمہور فقہاء اس بات کی طرف گئے ہیں کہ خنثیٰ شہادت میں عورت کی طرح ہے، پس اس کی گواہی ایک مرد اور ایک عورت کے ساتھ حدود وقصاص کے علاوہ میں قبول کی جائے گی، اور خنثیٰ کو اس کی اپنی شہادت میں عورت تصور کیا جائے گا۔ اور حنفیہ خیال کرتے ہیں کہ خنثیٰ عورت کی طرح ہے اس کا فیصلہ حدود وقصاص کے علاوہ میں درست ہوگا۔ اور مناسب یہ ہے کہ حدود وقصاص میں عورت کے شبہ ہونے کی وجہ سے درست نہ ہو۔

و تقبل شهادة الخصي و ولد الزنا اذا كانا عدلاً، و شهادة الخنثىٰ و يعتبر كأنثىٰ. (34) خصی اور ولدزنا کی شہادت قبول کی جائیگی جب وہ عادل ہوں۔ اسی طرح خنثیٰ کی شہادت بھی قبول کی جائیگی، اور عورت کی گواہی کی طرح معتبر ہوگی۔

خنثیٰ کے ووٹ کی شرعی حیثیت:

مندرجہ بالا احکامات کی رو سے خنثیٰ کی شہادت قبول کی جاتی ہے اور اس کی شہادت حدود اور قصاص کے علاوہ میں معتبر ہے۔ اس سے خنثیٰ کی ووٹ ڈالنے کی اہلیت بھی ثابت ہوتی ہے اس وجہ سے کہ جب اس کو شہادت کا حق حاصل ہے تو ووٹ بھی ایک قسم کی گواہی ہے لہٰذا یہ حق بطریق اولیٰ حاصل ہوگا۔

''ووٹ'' پر شرعی اعتبار سے وہ احکام جاری ہوتے ہیں جو شہادت پر جاری ہوتے ہیں اور فقہ اسلامی کی رو سے آج کے دور کا بہترین اجتہاد ہے۔(35)

۱۵ نومبر ۲۰۱۱، حکومت پاکستان نے خواجہ سراؤں کو عام انتخابات میں ووٹ ڈالنے کا حکم دیدیا۔ چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری کی سربراہی میں دو رکنی بینچ نے خواجہ سراؤں سے متعلق انسانی حقوق کے مقدمے کی سماعت کی

،عدالت عظمی نے خواجہ سراؤں کو عام انتخابات میں ووٹ ڈالنے کا حق دیتے ہوئے بلا تاخیر شناختی کارڈ جاری کرنے کا حکم دیا ہے۔(36)

خنثیٰ مشکل کا کسی پر تہمت لگانا یا کسی کا خنثیٰ پر تہمت لگانے کے احکامات:

شیخ ابن نجیمؒ صاحب الاشباہ والنظائر لکھتے ہیں:

ولا حدّ على قاذفه ولا عليه بقذفه بمنزلة المجبوب أى لا حد على قاذفه بالزنا بسبب أنه بمنزلة المجبوب إن كان ذكراً أو بمنزلة الرتقى إن كان أنثى وكل منهما لا يُحدُّ قاذفه.(37)

ترجمہ: ''اور خنثیٰ پر اگر کوئی تہمت لگائے یا خنثیٰ کسی پر تہمت (زنا) لگائے تو دونوں پر حد (لاگو) نہیں ہوگا۔یعنی خنثیٰ پر اگر کوئی زنا کی تہمت لگائے تو قاذف (تہمت لگانے والے) پر حد نہیں لگے گا۔اس لئے کہ خنثیٰ مقطوع الذکر کے حکم میں ہے اگر وہ خنثیٰ مذکر ہو یا وہ رتقی عورت کے حکم میں ہے اگر وہ مؤنث ہو۔اور مجبوب و رتقی دونوں پر اگر کوئی تہمت لگائے تو تہمت لگانے والوں پر حد نہیں لگایا جاتا۔

فتاوی عالمگیریہ میں بھی اسی طرح کا مضمون آیا ہے۔(38)

خنثیٰ مشکل کے ختنے کا حکم اور اس کا طریق کار:

اختلف الفقهاء فى جواز ختان الخنثى على أقوال فذهب الحنفية إلى أن الخنثى الصغير الذى لا يشتهى يجوز أن يختنه الرجل أو المراءة.

وقال الحنابلة: يختن فرجى الخنثى احتياطاً.(39)

ترجمہ: خنثیٰ کے ختنہ کے جواز میں فقہاء کا اختلاف ہے۔پس حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ کم عمر خنثیٰ جس کو (دیکھ کر) شہوت نہ آتی ہو جائز ہے کہ اس کا مرد ختنہ کرے یا عورت۔

اور حنابلہ نے کہا ہے کہ خنثیٰ کے دونوں آلوں (ذکر و فرج) کا احتیاطاً ختنہ کیا جائے گا۔

خنثیٰ مشکل کے اذان دینے کا حکم:

لا خلاف بين الفقهاء فى أنه لا يصح أذان الخنثى وأنه لا يعتدّ به، لأنه لا يعلم كونه رجلاً، ولأنه إن كان أنثى خرج الأذان عن كونه قربة ولم يصح.(40)

فقہاء کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ خنثیٰ (مشکل) کا اذان دینا صحیح نہیں ہے۔ اور اس خنثیٰ کے اذان کا کوئی اعتبار نہیں کیا جاتا ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ خنثیٰ کا مرد ہونا معلوم نہیں ہے۔ اور دوسری دلیل یہ کہ اگر یہ خنثیٰ عورت ہو تو یہ اذان عبادت کے زمرے سے نکل گئی اور صحیح نہ ہوئی۔

خنثیٰ مشکل کی امامت کا حکم:

لا خلاف بين الفقهاء فى أن الخنثى لا تصح إمامته لرجل ولا لمثله، لاحتمال أنوثته وذكورة المقتدى، وأما النساء فَتَصِحُّ إمامة الخنثى لهن مع الكراهية أو بدونها عند الحنفية والشافعية والحنابلة، لان غايته ان يكون امرأة، وإمامتها بالنساء صحيحة واختلفوا فى كيفيتها: فذهب الحنفية والشافعية والحنابلة ما عدا ابن عقيل إلى أن الخنثى إذا أم النسآء قام أمامهن لا وسطهن، لاحتمال كونه رجلاً، فيؤدى وقوفه وسطهن إلى محاذاة الرجل للمرأة. (41)

فقہاء کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ خنثیٰ کی امامت مرد کے لئے اور اپنے مثل (خنثیٰ) کے لئے صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ خود عورت ہو اور اسکا مقتدی مرد ہو (اور عورت کی امامت مردوں کے لئے بالاتفاق صحیح نہیں ہے)۔

اور عورتوں کے لئے خنثیٰ کی امامت بلا کراہت احناف، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک صحیح ہے اور امام مالکؒ کے نزدیک کراہت کے ساتھ صحیح ہے۔ مذاہب ثلاثہ کی دلیل یہ ہے: عورتوں کی امامت کے لئے آخری درجہ یہ ہے کہ وہ امام عورت ہو، تو لہٰذا خنثیٰ کی امامت عورتوں کے لئے صحیح ہے۔

امامت کی کیفیت میں ائمہ کا اختلاف ہے پس حنفیہ، شافعیہ، حنابلہ کے نزدیک خنثیٰ مشکل جب عورتوں کو امامت کرے گا تو وہ عورتوں کے سامنے کھڑا ہوگا نہ کہ ان کے بیچ میں۔ اس لئے کہ یہ احتمال ہے کہ وہ مرد ہو، پس وہ عورتوں کے درمیان میں کھڑا ہوگا جس طرح کے مرد عورتوں کے آگے کھڑے ہوتے ہیں۔

خنثیٰ کے قصاص کا حکم:

يقتل كل واحد من الرجل والمرءة بالخنثىٰ، ويقتل بهما، لأنه لا يخلو من أن يكون ذكراً أو أنثىٰ. (42)

ترجمہ: ''خنثیٰ کو قتل کرنے کے بدلے میں قاتل مرد اور عورت کو قتل کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر خنثیٰ نے کسی کو قتل کیا تو خنثیٰ کو مرد و عورت کے بدلے قتل کیا جائے گا اس لئے کہ خنثیٰ دو حالوں میں سے ایک حال سے خالی نہیں ہوگا یا مرد ہوگا یا عورت ہوگی۔

ذهب الحنفية إلى أنّه لا قصاص على قاطع يد الخنثى ولو عمداً، ولو كان القاطع امرأة، ولا تقطع يده إذا قطع يد غيرهٖ عمدًا لاحتمال عدمِ التكافؤ.

فذهب الحنفية إلى أنه لا قصاص على قاطع يد الخنثٰى ولو عمدًا فذهب المالكية والشافعية والحنابلة إلى وجوب القصاص فى الأطراف سواء قطعها رجل أو امرأة.(43)

جان کے علاوہ دیگر اعضاء میں قصاص کے متعلق احناف کا مذہب یہ ہے کہ خنثیٰ کے ہاتھ کاٹنے والے مرد یا عورت کے ہاتھ قصاصاً نہیں کاٹے جائیں گے اگرچہ انہوں نے قصداً اس کے ہاتھ کاٹے ہوں۔ اسی طرح اگر خنثیٰ نے کسی اور کے ہاتھ کاٹ ڈالے تو مساوات کے عدم احتمال کی وجہ سے خنثیٰ کے ہاتھ بھی نہیں کاٹے جائیں گے۔ مالکیہ، شوافع اور حنابلہ جان کے علاوہ دیگر اعضاء کے قصاص میں وجوب کے قائل ہیں چاہے قاطع مرد ہو یا عورت۔

خنثیٰ مشکل کے نکاح کا حکم:

ذهب الحنفية إلى أن الخنثى إن زوجه ابوه رجلاً فوصل إليه جاز، وكذلك إن زوجه امراة فوصل إليها، وإلا أجّل كالعينين. ويرى المالكية وهو المذهب لدى الشافعية أنه يمتنع النكاح في حقه من الجهتين، أى لا ينكح ولا ينكح، وفي رواية ابن المنذر عن الشافعي ينكح بايهما شاء، ثم لا ينقل عما اختاره.

واختلف الحنابلة في نكاحه: فذكر الخرقى: أنه يرجع إلى قولهٖ، فإن ذكر انه رجل، وانه يميل طبعه إلى نكاح النساء، فله نكاحهن، وإن ذكر أنه امرأة يميل طبعها إلى الرجال زوج رجلاً، لانه معنى لا يتوصل إليه إلا من جهتهٖ، وليس فيه إيجاب حق على غيره، فيقبل قوله كما يقبل قول المرء ة في حيضتها وعدتها، وقد يعرف نفسه بميل طبعه إلى أحد الصنفين وشهوته له.(44)

اور احناف کی رائے یہ ہے کہ اگر خنثیٰ کے باپ نے اس کی شادی کسی مرد سے کرائی، پھر وہ مرد اس کے

ساتھ جماع پر قادر ہوگیا تو پھر یہ نکاح درست ہے، اسی طرح اگر خنثیٰ کا نکاح اس کے والد نے کسی عورت سے کرایا، پھر وہ خنثیٰ اس عورت کے ساتھ جماعِ صحیح کرنے میں کامیاب ہوگیا تو یہ نکاح بھی جائز ہے، ورنہ اس کو نامرد کی طرح مہلت دیا جائے گا۔

مالکیہ اور شوافع کا خیال یہ ہے کہ ہر دو صورت میں نکاح درست نہ ہوگا۔ ابن المنذر نے اس کے برعکس حضرت امام شافعی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کسی ایک صورت کو اختیار کرے یعنی یا تو مرد سے نکاح کرلے یا پھر عورت سے۔ لیکن ایک دفعہ نکاح کرنے کے بعد وہ اپنی اختیار کردہ صورت کو تبدیل نہیں کرے گا، یعنی اگر اس نے نکاح میں مرد ہونے کی حیثیت کو ترجیح دی ہے تو اب یہ مرد ہی متصور ہوگا، ایسا نہیں کہ منکوحہ عورت کو طلاق دے کر پھر اپنے عورت ہونے کو ترجیح دے کر کسی مرد کے ساتھ شادی کرلے۔

حنابلہ کا خنثیٰ کی نکاح کے بارے میں آپس میں اختلاف ہے، چنانچہ امام خرقی کا کہنا ہے کہ اس باب میں خنثیٰ کا قول معتبر ہے، یعنی اگر وہ یہ کہے کہ میں مرد ہوں اور میرا طبعی میلان عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کا ہے تو اس کے اس قول کا اعتبار کرکے عورتوں کے ساتھ اس کا نکاح کیا جائے گا۔ اور اگر اس نے یہ کہا کہ میں عورت ہوں اور میرا طبعی میلان مردوں کے ساتھ نکاح کرنے کا ہے تو اس کا نکاح مردوں سے کرایا جائے گا۔

حنابلہ کا کہنا ہے کہ اس باب میں خنثیٰ کا قول اس لئے معتبر ہوگا کہ ہم کو اس کے قلبی میلان کا پتہ بغیر اس کے تصریح کے نہیں چل سکتا۔ اس کے علاوہ اس کے قول کو معتبر ماننے سے کسی کی حق تلفی بھی نہیں ہوتی، لہٰذا اس کا قول بالکل اسی طرح معتبر ہوگا۔ جس طرح کہ ایک عورت کا قول اس کے حیض اور عدت میں معتبر ہوتا ہے۔

بلوغ سے پہلے نکاح کا حکم: بلوغ سے پہلے نکاح کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ خنثیٰ کا مرد یا عورت کے ساتھ نکاح کیا جائے۔ دوسرا یہ کہ خنثیٰ کا خنثیٰ کے ساتھ نکاح کیا جائے۔

پہلی صورت میں: اگر خنثیٰ کے بالغ ہونے سے پہلے اس کے باپ نے اس کو کوئی عورت بیاہ دی یا کسی مرد سے اس کا نکاح کرادیا تو نکاح موقوف رہے گا، نہ نافذ ہوگا اور نہ باطل ہوگا اور دونوں ایک دوسرے کے وارث بھی نہیں ہوں گے یہاں تک کہ خنثیٰ مذکور کا حال ظاہر ہو پھر اگر اس کے باپ نے کسی عورت سے اس کا نکاح کیا پھر وہ بالغ ہوا اور اس میں مردوں کے علامات ظاہر ہوئے اور اس کے نکاح کے جائز ہونے کا حکم دیا گیا، لیکن وہ اس عورت سے وطی نہ کرسکا تو اس کو ایک سال کی مہلت دی جائے گی جیسے اور مردوں کو جو اپنی عورت سے جماع نہیں کرسکتے ہیں، ایک سال کی مہلت دی جاتی ہے۔

بلوغ سے پہلے نکاح کی دوسری صورت: اگر ایک خنثی نے بلوغ سے پہلے ایک ایسے ہی دوسرے خنثی سے شادی کر لی تو یہ نکاح موقوف رہے گا۔

اگر بلوغ کے زمانے تک پہنچنے کے بعد دونوں میں مردوں کی علامات ظاہر ہوئیں تو یہ نکاح باطل ہوگا، اسی طرح اگر دونوں میں عورتوں کی علامات ظاہر ہوئیں تو پھر بھی یہ نکاح باطل ہوگا۔ہاں اگر ایک میں مرد کی علامات ظاہر ہوئیں اور دوسرے میں عورت کی تو پھر یہ نکاح صحیح ہوگا۔(45)

واضح رہے کہ یہ مسائل اس صورت میں ہیں کہ بلوغ سے پہلے اس خنثی میں مرد یا عورت کی کوئی علامت ظاہر نہ ہوئی ہو۔اگر مرد یا عورت کی علامت ظاہر ہوئی ہوتو اس کا حکم لڑکے یا لڑکی کا ہوگا یعنی اگر ولی نے یہ نکاح کرایا ہوتو پھر نکاح درست ہوگا۔

بلوغ کے بعد نکاح کا حکم:

الخنثی کالأنثی فی جمیع الأحکام الا فی مسائل... ولا یتزوج من رجل.(46)

خنثی مشکل تمام احکام میں عورت کی طرح ہے مگر چند مسائل میں۔ان میں سے ایک یہ ہے کہ خنثی مرد کیساتھ شادی نہیں کرے گا،لہذا خنثی مشکل کے لئے بلوغ کے بعد نکاح جائز نہیں ہے۔

خنثی مشکل کے مرنے کے بعد غسل کا حکم:

وإن مات قبل أن یستبین أمره لم یغسله رجل ولا امرء ة لأن حل الغسل غیر ثابت بین الرجال والنساء فیتوقی لاحتمال الحرمة ویتیمم بالصعید لتعذر الغسل.(47)

اور اگر خنثی مر جائے اس کا امر واضح ہونے سے پہلے تو اس کو نہ مرد غسل دے گا اور نہ عورت۔اس لئے کہ غسل کا جائز ہونا مردوں اور عورتوں کے درمیان ثابت نہیں ہے۔حرمت کی احتمال کی وجہ سے اس سے بچا جائے گا، اور غسل کے متعذر ہونے کی وجہ سے خنثی کو مٹی سے تیمّم کرایا جائے گا۔(48)

تکفین کا حکم:

ویکفن کما تکفن الجاریة وهو أحبّ إلیّ یعنی یکفن في خمسة اثواب لأنه إذا کان أنثی فقد اقیمت سنة.وان کان ذکراً فقد زادو علی الثلث، ولا بأس بذٰلک.(49)

اور خنثی مشکل کو لڑکی کی طرح کفن دیا جائے اور یہ میرے (صاحبِ ہدایہ کے) نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے

یعنی پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائے اس لئے کہ وہ جب عورت ہوتو سنت کوادا کر دیا گیا اور اگر مرد ہوتو انہوں نے تین کپڑوں پر اضافہ کر دیا اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔(50)

تدفین کا حکم:

ويسجى قبره لأنه إن كان أنثى فقد أقاموا واجباً لأنه عورة وسترها واجب وإن كان ذكراً فالتسجية لا تضره.

ولا يدفنه إلا محرم أى ذو رحم محرم منه لأنه إن كان أنثى فدخول الأنثى قبره لأجل الوضع مكروه ودخول المحرم لا بأس به وإن كان ذكراً لا يضره دخول المحرم.(51)

اور خنثی کے قبر کو (تدفین کے وقت) ڈھانپا جائے گا، اس لئے کہ اگر وہ عورت ہے تو انہوں نے واجب پر عمل کیا چونکہ اس کا بدن عورت ہے اور اس کا ڈھانپنا واجب ہے، اور اگر خنثی مرد ہوتو ڈھانپنا اس کے لئے کوئی نقصان دہ نہیں ہے۔

اور اس کو صرف ذی محرم دفن کرے گا اس لئے کہ اگر وہ عورت ہے تو کسی عورت کا اس کی قبر میں داخل ہونا اصلاً مکروہ ہے جبکہ محرم کا اس کے قبر میں داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر وہ مرد ہوتو محرم کا اس کے قبر میں داخل ہونا کوئی مضر نہیں ہے۔

میراث کا حکم:

وله في الميراث أقل النصيبين يعنى أسوأ الحالبين وبه يفتى فلومات أبوه وترك منه ابناً واحداً له سهمان وللخنثى سهم.(52)

اور خنثی کو میراث میں اقل النصیبین (مرد وعورت میں سے جس کا حصہ کم ہے یعنی عورت کا حصہ) دیا جائے گا۔ اور اسی قول پر فتویٰ ہے۔ (یہ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے)۔ مثال کے طور پر اگر خنثی کا باپ مر گیا اور اس نے اس (خنثی) کے ساتھ ایک بیٹا چھوڑا، تو خنثی کو ایک حصہ اور بیٹے کو دو حصے دیئے جائیں گے۔

خنثی کے فرائض وحقوق کے حوالے سے چند تجاویز:

خنثی کے لئے ایک تو وہ تجاویز ہیں جن کا اسلامی احکام کی روشنی میں فقہ اسلامی کے دورِ عروج میں تعین ہوا ہے۔ اور ایک آج کے دور میں ایک نئے انداز میں بعض چیزوں کی شدت سے ضرورت محسوس کی جاری ہے۔

نوع خنثی پر اگر بچپن سے توجہ دی جائے تو ایک مخصوص صلاحیت کے علاوہ باقی سارے امور میں ان سے سے اسی طرح کام لئے جا سکتے ہیں جس طرح ایک عام مرد مختلف کاموں کو سرانجام دیتا ہے۔لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کے دورِ زوال میں ان کو دربار اور زنان خانوں کے درمیان پیغام رسانی کے لئے استعمال کیا گیا یا درباروں کی بارہ دریوں میں عشق وحسن کی جنم لینے والی کہانیوں میں کردار دیا گیا۔یا پھر مجروں اور دیگر مواقع پر رقص وسرود کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔انہی سرگرمیوں کی بناء پر معاشرے میں ان کو کوئی تعمیری اور خود انحصاری کا کردار نہ مل سکا۔ورنہ ہمارے ہاں کے خواجہ سراؤں میں بھی نہ معلوم کتنے جیک کیلس اپنی صلاحیتوں کے اظہار سے محروم رہ گئے ہیں۔اس کے علاوہ خواجہ سراؤں کے جسموں میں قدرتی لچک کی بناء پر ان کو مختلف کھیلوں بالخصوص جمناسٹک کے میدان میں ان سے بخوبی استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

اب جبکہ عالمی سطح پر حقوق انسانی کے ذیل میں خواجہ سراؤں کے بارے میں پاکستان میں بھی ان کے بنیادی حقوق کی آواز عدلیہ سے سنائی دینے لگی ہے اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ایک کمیشن بنائی جائے جو اس خاص کمیونٹی کی ضروریات اور حقوق وفرائض کے بارے میں گہرے غور وخوض کے بعد قانون سازی کرے تاکہ یہ بھی مملکتِ خداداد کے مفید ومعزز شہری بن سکیں۔اس سلسلے میں چند تجاویز پیش خدمت ہیں۔

۱۔ سب سے پہلی اور بنیادی تجویز ان کی تعلیم وتربیت ہے۔ان کو عام بچوں کے سکولوں اور اداروں میں بچپن سے داخلے دلوائے جائیں تاکہ عوام اور ان کے درمیان اب تک چلا آرہا جھجک ختم ہو جائے۔اور یہ خاص مخلوق بن کر نہ رہ جائیں۔

۲۔ تعلیم وتعلم کے بعد ان کو زندگی کے ہر میدان میں اوپن میرٹ پر حق دیا جائے۔

۳۔ ان کو معاشرے کے مفید افراد بنانے کے لئے خصوصی تربیتی اور نفسیاتی ورکشاپ منظّم کرائے جائیں تاکہ ان کے ذہنی تغسیل کے ذریعے ان کو باور کرایا جائے کہ انسانیت کے حوالے سے ان میں اور دیگر لوگوں میں کوئی فرق نہیں۔

۴۔ ملازمتوں اور دیگر انسانی سہولتوں میں ان کا ایک گونہ زیادہ خیال رکھا جائے۔

۵۔ قانون سازی کے ذریعے ان کے مجروں اور معاشروں میں دیگر فحاشی اور بے حیائی کے کاموں پر پابندی لگائی جائے۔

۶۔ ان کے بے روزگار نوجوانوں کو تجارت، کاروبار، فنی تعلیم اور دیگر مراعات کے ذریعے اپنے پاؤں پر کھڑا کیا جائے۔اس طرح ان میں نہ صرف خودی پیدا ہوگی بلکہ نوجوان نسل بھی ان کے واہیات قسم کی سرگرمیوں کے اثرات سے محفوظ رہے گی۔اور ایک باوقار اور باعزت زندگی گزارنے کے قابل ہوں گے۔

حوالہ جات

1۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح للبخاری، کراچی: سعید ایچ ایم کمپنی، باب الوصاۃ بالنساء، ج۲، ص۷۷۹۔

2۔ النور: ۴۵

3۔ صحیح البخاری، باب غزوۃ الطائف، ج۲، ص۶۱۹۔

4۔ النساء: ۱۱۹۔

5۔ ابن منظورؒ، محمد بن مکرم، لسان العرب قم: نشر أدب الحوزۃ، ۱۴۰۵ھ، ج۲، مادہ: خنث۔

6۔ بلیاوی، عبدالحفیظ ابوالفضل، مصباح اللغات، لاہور، المصباح اردو بازار، مادہ خنث۔

7۔ لویس معلوف، المنجد فی اللغۃ (العربی)، تہران: انتشارات اسلام، ۱۳۸۰ھ۔

8۔ ابن نجیم، شیخ زین العابدین، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ، ج۸، ص۴۷۲۔

9۔ ابن عابدین، ردالمحتار علی الدر المختار، داراحیاء التراث العربی، ج۵، ص۴۶۴۔

10۔ البحر الرائق، ج۸، ص۴۷۲۔

11۔ الحصکفی، علاء الدین، الدر المختار علی ھامش ردالمحتار، داراحیاء التراث العربی، ج۵، ص۴۶۴۔

12۔ ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد ابوالفضل، الدرایۃ فی تخریج احادیث الھدایۃ، مکتبہ شرعیہ علمیہ، ص۱۰۷۔

13۔ الفرغانی المرغینانی، شیخ الاسلام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر، الھدایۃ اخیرین، ملتان: مکتبہ شرعیہ علمیہ، ج۴، ص۱۰۷۔

14۔ سکروڈھوی، مولانا جمیل احمد، اشرف الھدایۃ شرح اردو ہدایہ، کراچی دارالاشاعت، ۲۰۰۵ء، ج۱۶، ص۲۷۸۔

15۔ الھدایۃ اخیرین، ج۴، ص۲۰۷۔

16۔ اشرف الھدایۃ، ج۱۶، ص۲۷۹۔

17۔ ردالمحتار علی الدر المختار، ج۵، ص۴۶۵۔

18۔ ردالمحتار علی الدر المختار، ج۳، ص۱۸۳، ۱۸۴۔

19۔ صحیح البخاری، باب المتشبھین بالنساء والمتشبھات بالرجال، ج۲، ص۸۷۴۔

20۔ الحجرات: ۱۱

21۔ ردالمحتار علی الدر المختار، ج۵، ص۴۶۵۔

22۔ الھدایۃ اخیرین، ج۴، ص۲۰۷۔

23۔ اشرف الہدایۃ، ج۱۶،ص۲۸۱۔

24۔ الہدایہ اخیرین، ج۴،ص۷۰۲۔

25۔ اشرف الہدایۃ: ج۱۶،ص۲۸۱۔

26۔ ابن نجیم، شیخ زین العابدین، الاشباہ والنظائر مع شرحہ غمز عیون البصائر، کراتشی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، ج۲،ص۱۶۶۔

27۔ السرخسیؒ، شمس الائمۃ ابی بکر محمد بن احمد بن ابی سہل، المبسوط للسرخسی، کراتشی: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، ج۳۰،ص۱۰۶۔

28۔ علامہ ہمام، شیخ نظام، فتاوی ہندیہ المعروف بہ تسہیل فتاوی عالمگیریہ (اردو)، مترجم مولانا سید امیر علی، کراچی: دارالاشاعت، ج۲،ص۴۱۷۔

29۔ کمال الدین، محمد بن عبدالواحد، شرح فتح القدیر، بیروت: داراحیاء التراث العربی، ج۹،ص۴۲۔

30۔ الاشباہ والنظائر، ج۲،ص۱۶۷۔

31۔ السرخسی، شمس الائمۃ، ج۳۰،ص۱۰۶۔

32۔ فتاوی ہندیہ، ج۲،ص۴۱۷۔

33۔ شرح فتح القدیر، ج۹،ص۴۴۲۔

34۔ الزحیلی، الدکتور وھبہ، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دارالفکر، ج۶ص ۵۶۷۔

35۔ عثمانی، مفتی محمد تقی، اسلام اور سیاست حاضرہ، کراچی: مکتبہ دارالعلوم، ص۸۔

36۔ www.pakmediaupdates.com

37۔ الاشباہ والنظائر، ج۲،ص۱۶۷،۱۶۸۔

38۔ فتاوی ہندیہ، ج۲،ص۴۱۹، ۴۲۰۔۔

39۔ فتح القدیر، ج۹،ص-۴۴۰،۴۴۱۔

40۔ ردالمحتار علی الدرالمختار، ج۱،ص۲۶۳، ۲۶۴

41۔ الموسوعہ الفقہیہ، وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیۃ، ج۲۰،ص۲۵۔

42۔ ردالمحتار علی الدرالمختار، ج۵/ص۳۶۸

43۔ الموسوعہ الفقہیہ، ج۲۰،ص۲۸۔

44۔ الموسوعہ الفقہیہ، ج۲۰،ص۲۷۔

45۔ فتاوی ہندیہ، ج ۲،ص ۴۱۹۔

46۔ ابن نجیم ،الاشباہ والنظائر، ج ۲،ص ۱۶۶۔

47۔ الہدایہ اخیرین، ج ۱۶،ص ۲۸۴، ۲۸۵۔

48۔ اشرف الہدایہ، ج ۱۶،ص ۲۸۴، ۲۸۵۔ لاسلامیۃ،

49۔ الہدایۃ اخیرین، ج ۴،ص ۷۰۳۔

50۔ اشرف الہدایہ، ج ۱۶،ص ۲۸۴، ۲۸۵۔ لاسلامیہ،

51۔ الاشباہ والنظائر، ج ۲،ص ۱۶۶۔

52۔ الدر المختار علی ھامش رد المحتار، ج ۵،ص ۴۶۶۔ ی،کراچی: